حضرت شاہ ہمدانؒ کی خدمات

برصغیر پاکستان و ہند میں

محمد ریاض

"شاہ ہمدانؒ"، حضرت میر سید علی ہمدانی (۱۲ رجب ۷۱۴ — ۶ ذی الحجہ ۷۸۶ ہجری) کا لقب ہے۔ امیر کبیر، علی ثانی اور حواری کشمیر (وادی جموں و کشمیر میں ان کی غیر معمولی خدمات کی بنا پر) آپ کے دیگر القاب ہیں۔ آپ عربی اور فارسی زبانوں میں کئی کتابوں کے مصنف اور عرفانی شاعر ہیں، مگر ایک مبلغ اور معاشرے کے مصلح کی حیثیت سے زیادہ معروف ہیں۔ برصغیر پاکستان و ہند خاصکر نواحی علاقوں میں آپ نے بے حد محنت اور بصیرت سے اسلام کی تبلیغ فرمائی اور اس دین مبین کی تہذیب اور نظام اخلاق کو عملی طور پر پھیلایا۔ آپ نے مساجد و معابد قائم کئے۔ تعلیم و تربیت کی خاطر مدارس اور کتب خانے قائم کروائے۔ آپ نے روحانی اور مرشدانہ اثر و رسوخ سے کام لے کر بادشاہوں اور حکام کی تمام تر توجہ رفاہی اور فلاحی کاموں پر مبذول کروائی۔ برصغیر کے طاقت آزما حکام کے درمیان صلح و آشتی کروائی۔ پائدار روابط کی خاطر، چند حکام کے مابین رشتہ داریاں کروائیں۔ ایسے ہی سادات و غیر سادات کو بھی قرابت داریوں سے پابند فرمایا۔ آپ نے خود ہی تبلیغ نہیں کی، کئی سو مبلغوں کی تنظیم سے ایک وسیع اور پائدار نظام تبلیغ کو وجود میں لائے۔ شاہ ہمدانؒ کی تعلیمات کے زیر اثر، اوقاف اور خیراتی ادارے قائم ہوئے۔ آپ کے تلامیذ، احفاد و اعقاب وادی جموں و کشمیر اور برصغیر کے گوشے گوشے میں پھیلتے چلے گئے۔ آج بھی کشمیر، پشاور، لاہور، کیمبل پور، بہاولپور اور علی گڑھ وغیرہ میں ہزاروں سادات

"ہمدانی" نسبت کے ساتھ موجود ہیں، جو شاہ ہمدان کی یا آن ایرانی سادات کی اولاد ہیں جو ان کے ساتھ برصغیر میں وارد ہوئے تھے(۱) شاہ ہمدان نے برصغیر میں اپنی گونا گوں خدمات کے جو ناقابل محو اثرات چھوڑے، وہ نمایاں تعلیمات اور بعض دینی عمارات کی صورت میں ابھی تک جلوہ گر ہیں۔

برصغیر میں ورود کا پیش خیمہ :

شاہ ہمدان ۷۴۳ ہجری تک سمنان میں اپنے رشتے کے ماموں سید علاء الدولہ سمنانی (متوفی ۷۳٦ ھ) اور شیخ اخی علی دوستی سمنانی (م ۷۳۴ ھ) کے زیر تربیت رہے۔ اس سال ان کے پیر طریقت، شیخ محمود مزدقانی رازی رح (م ۷٦٦ ھ) نے انہیں ممالک اسلامی کی سیاحت کے لئے مأمور فرمایا (۲) اسی دوران ۷۴۰ ہجری میں آپ نے پہلی بار برصغیر میں ورود فرمایا (۳) حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی صاحب لطائف اشرفی، (م ۸۰۸ ھ) بھی ان کے ہم سفر تھے۔ شاہ ہمدان، برصغیر کے مختلف علاقوں میں تشریف لے گئے اور منیر (بہار) میں حضرت شیخ احمد یحییٰ منیری (م ۷۸۲ ھ) سے خرقہ حاصل کیا (۴) وادی جموں و کشمیر میں اس وقت اسلام اور کفر کی قوتوں میں شدید کشمکش برپا تھی۔ شاہ ہمدان کے پیشرو مبلغ اسلام، سید شرف الدین بلبل شاہ ترکستانی (م ۷۲۷ ھ) دو بار وادی میں تشریف فرما ہوئے(۵) اور کوئی دس ہزار ہندؤں اور بدھ مت کے پیرؤں کو مسلمان کیا، مگر ان کی، اور کشمیر کے پہلے مسلمان حاکم، سلطان صدر الدین (م ۷۲۸ ھ) کی وفات کے بعد ہندو مت اور بدھ مت کے پیرو حکام نے مسلمانوں کو طرح طرح کی اذیتیں دیں اور انہیں ہر پہلو سے ہراساں کیا۔ شاہمیر سواتی جس نے ۷۴۳ ہجری میں اقتدار سنبھالا اور سلطان شمس الدین کے لقب سے شاہمیری حکمران خاندان کی بنیاد ڈالی، شاہ ہمدان کے وادی میں ورود کے وقت اسلام و کفر کی جنگ میں مصروف تھا مگر اس کے ۴ سال بعد حالات کا پانسہ پلٹ گیا اور اس نے اقتدار سنبھال لیا۔ بہر حال، مذکورہ حالات میں شاہ ہمدان، وادی کے مسلمانوں کی معاونت کر کے اور غیر مسلمانوں کی

تالیف قلوب کی ضرورت کا شدید احساس لے کر یہاں سے لوٹ گئے۔ ۷۰۳ ھجری میں سیاحت سے واپس وطن لوٹے اور عائلی بندشیں قبول کیں۔ زھد و عبادت اور تبلیغ و تدریس ان کا معمول تھا۔ مگر وادی کشمیر کے حالات کو آپ بھلا نہیں سکتے تھے۔ آپ نے اپنے دو عمزاد سید تاج الدین سمنانی، سید حسین سمنانی اور چند دیگر افراد اس طرف بھیجے تاکہ بدلتے ہوئے حالات سے آپ کو باخبر رکھیں۔ شاھمیری سلاطین کے برسر اقتدار آجانے سے اوامر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ضمن میں ان کی مساعی کا معلوم کر کے انہیں خوشی ہوئی کہ یہ وسیع خطہ بھی برصغیر کے دیگر علاقوں کے ہم پلہ ہو رہا ۔ ۷۴۸ ھجری میں سید جلال الدین بخاری رح معروف بہ مخدوم جہانیاں جہانگشت (م ۷۸۵ ھ) بھی کشمیر میں تشریف فرما ہوئے اور کوئی تین ہفتے قیام فرمانے کے بعد وادی سندھ چلے گئے (۵) سید تاج الدین سمنانی، سید حسین سمنانی اور ان کے مرید کشمیر میں اصلاح معاشرہ و تبلیغ دین کے فرائض کی انجام دھی میں شبانہ روز مصروف رھے۔ سمنانی برادران کا نفوذ اس بات سے واضح ہے کہ کشمیر کا عظیم فاتح بادشاہ، سلطان شہاب الدین شاھمیری (۷۵۵-۷۷۵ ھ)، میر سید تاج الدین کا مرید اور ان کے رفقاء کی مبلغانہ مساعی کا دل و جان سے مؤید رہا ہے۔

ہبانۂ ھجرت :

شاہ ھمدان، ایران کے شمالی علاقوں میں تبلیغ و تدریس فرماتے رہے اور آخرکار ختلان (موجودہ کو لاب، جمہوریہ تاجیکستان) کی طرف نقل مکانی فرمایا۔ اپنے والد، سید شہاب الدین حاکم ھمدان کے اثاثے سے جو کچھ انہیں ملا تھا، اس کا کچھ حصہ ھمدان میں وقف کر چکے تھے، اور باقی ماندہ کو ختلان اور اس کے نواح کی آبادی کی دینی ضروریات کی خاطر لے آئے۔ سرمایۂ وقف سے زمین خریدی، اور اس میں خانقاھیں، مساجد اور کتب خانے قائم کروائے۔ ان میں سے بعض عمارات کے آثار اب بھی باقی ھیں۔ ختلان سے ھی آپ نے وادی سون و کشمیر میں ورود فرمایا اور اگرچہ یہاں آنے کی خاطر آپ کو اشارہ ھ

تھا (٦) مگر امیر تیمور گورگانی (۷۷۱-۸۰۷ ھ) سے مناقشہ اس ھجرت کا
ری بہانہ بنا۔

شاہ ھمدان رح اور دیگر حق گو سادات، امیر تیمور کی سفاکیوں کے خلاف
ملا آواز اٹھاتے تھے۔ تیمور، مسلمان ھونے کے باوجود، چنگیز خان کے سفاکانہ
وعہ قوانین " یاسا " پر عمل پیرا تھا اور ظاھر ھے کہ حضرت شاہ
دان، اس لادینیت اور نفاق کی ھم نوائی نہیں کر سکتے تھے۔ اس کے علاوہ
کے بعض صاحب حیثیت مرید، جیسے اخی علی طوطی علی شاھی اور امیر
ہ شیخ اسحاق ختلانی (مؤخر الذکر شاہ ھمدان کے خلیفہ طریقت بنے اور آپ کی
ونی صاحبزادی بھی حضرت شیخ کے حبالہ نکاح میں آئی) امرائے تیموری کی نظر
ں کھٹکتے تھے (٧) ان وجوہ کی بنا پر امیر تیمور نے شاہ ھمدان اور ان کے ھم
لہ و ھم مشرب سادات کو اپنی قلمرو سے چلے جانے کا حکم دیا، اور آپ
؛ جملہ قابل انتقال اثاثہ لے کر وادی جموں و کشمیر کی راہ لی (٨) البتہ بعض
دات ارشاد و تدریس کے لئے، ختلان میں مامور رھے۔

یہ امر قابل ذکر ھے کہ شاہ ھمدان اور ان کے ارادت مند سات سو سادات،
لطان شہاب الدین اور مسلمانان کشمیر کے حسب خواھش وادی میں وارد ھوئے
ہے۔ وہ پناہ گزیں نہ تھے۔ مہمان و محترم تھے۔ سید تاج الدین، سید حسین
منانی اور کشمیر میں مقیم دیگر سادات نے شاہ ھمدان کو سلطان شہاب الدین
ور اس کے ارکان و اعیان کی اس آرزو سے آگاہ کیا تھا کہ وہ یہاں تشریف لے
ئیں، اور آخر قدرت نے آپ کی اور قافلہ سادات کی تشریف فرمائی کے سامان
یدا کر دئے۔

ادی جموں و کشمیر میں ورود :

۷۷۴ ھجری میں جب شاہ ھمدان اور فاضل سادات کا قافلہ محلہ علاء الدین
، نزد سری نگر میں اترا، سلطان شہاب الدین اور سلطان فیروز شاہ تغلق

(۷۵۲ء تا ۷۹۰ء ھ) وسط پنجاب کے ایک مقام پر بر سر پیکار تھے اور سلطان کا برادر خرد اور ولی عہد، قطب الدین، ملکی انتظام کو سنبھالے ہوئے تھا۔ شاہ ہمدان نے دریائے ابہت (موجودہ جہلم) کے کنارے اپنے تبلیغی خطبات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ یہ وہی مقام ہے جہاں سلطان اسکندر بت شکن شاہمیری کے عہد (۷۹۸ء ھ) میں شاہ ہمدان کے صاحبزادے حضرت میر سید محمد ہمدانی (م ۸۵۴ ھ) نے 'مسجد شاہ ہمدان، معروف بہ خانقاہ معلی'، کو تعمیر کروایا۔ یہ مسجد ابھی تک اچھی حالت میں باقی ہے۔ ہندو جوگیوں اور بدھ مت کے پیرو ساحروں نے آپ کے ساتھ مناظرے کئے مگر ہمیشہ منہ کی کھائی۔ (۹) شاہ پور نامی ہندو ساحر کا شکست ماننا اور شاہ محمد کے نام سے اسلام قبول کرنا ایک معروف واقعہ ہے جس کے بعد کئی ہزار غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے مگر شاہ ہمدان کو سلطان کشمیر اور سلطان دہلی کی جنگ سے تشویش ہو رہی تھی۔ کوئی ایک ماہ کے انتظار کے بعد، آپ محاذ جنگ پر جا پہنچے۔

شاہ ہمدان اور آپ کے رفقا نے دونوں بادشاہوں کی ملاقات کا انتظام کیا حضرت موصوف نے مسلمان سلاطین کے نفاق و افتراق پر اظہار تاسف فرمایا اور دونوں میں صلح و آشتی کروا دی۔ آپ نے دونوں سلاطین کو اس درجہ متاثر کیا کہ وہ باہم رشتہ داریاں قائم کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ کہاں وہ آتش پیکار اور کہاں یہ تالف اور مؤدت کہ فیروز شاہ تغلق نے اپنی تین بیٹیاں حسن خان بن شہاب الدین، ولی عہد قطب الدین اور میر سید حسن بہادر بیہقی سمنانی، سلطان شہاب الدین کے عساکر کے سپاہ سالار، کے ساتھ بیاہ دیں۔ شاہ ہمدان نے نائرۂ جنگ خاموش کر دیا اور آئندہ کے لئے سلطان شہاب الدین کو جنگجوئی سے اجتناب کرنے کی تلقین کی۔ ضمناً ذکر کر دیں کہ سلطان شہاب الدین ایک اعلیٰ درجے کا جرنیل اور جنگجو بادشاہ تھا۔ اس نے شاہ ہمدان کے ورود سے قبل، لداخ، تبت، بدخشاں، کا شغر، کابل، پشاور اور پنجاب و سندھ کے کئی علاقے

فتح کر لئے یا اپنے باجگزار بنا لئے تھے، مگر شاہ ہمدان نے سلطان کو مزید جوع الارضی سے منع کیا اور تلقین فرمائی کہ مفتوحہ علاقوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (احتساب) کا خیال رکھے اور جہاد و غزا کے اسلامی آداب کا لحاظ کرے۔

رفاہ عامہ کے کام :

شاہ ہمدان نے رفاہ عامہ کے کاموں کی ترویج اور دین کی نشر و توسیع کی خاطر سلطان کو بڑے صائب مشورے دئیے۔ یہ مشورے مدارس، خانقاہوں، کتب خانوں اور مسافر خانوں کے قیام، سڑکوں، باغات اور کنوؤں کی تعمیر، کلاہ بافی، شال سازی، قالین بافی اور دیگر دستکاریوں کی سر پرستی و حمایت کرنے کے بارے میں تھے اور سلطان نے ان ہدایات پر پورا پورا عمل کیا۔ شاہ ہمدان کی کئی کتب (۱۰) اور رسائل میں بھی رفاہ عامہ کے امور کی رہنمائی کا ذکر ملتا ہے اور موصوف کی ایسی ہی خدمات کے بارے میں علامہ اقبال رح نے فرمایا ہے۔

مرشد آن کشور مینو نظیر — میر و درویش و سلاطین را مشیر
خطه را آن شاه دریا آستین — داد علم و صنعت و تهذیب و دین
آفرید آن مرد رح، ایران صغیر — باهنر های غریب و دلپذیر
مرشد معنی نگاهنن بوده ای — محرم اسرار شاهان بوده ای (۱۱)

شاہ ہمدان، کلاہ بافی سے رزق حلال حاصل کرتے تھے۔ دیگر سادات میں سے ہر ایک کسی نہ کسی فن اور پیشے میں مہارت رکھتا تھا۔ یہ حضرات مقامی باشندوں کے راہنما اور دوست بنے، مگر ان پر کوئی معاشی بوجھ نہیں ڈالا۔ شاہ ہمدان نے اپنے جملہ مریدوں کو ہدایت کر رکھی تھی کہ وہ تحائف اور نذور قبول کرنے سے احتراز کریں اور اگر ارادت مندوں کا اصرار شدید ہو، تو ایسی نذور کو مستحقین میں تقسیم کروا دیں۔ بہر حال، شاہ ہمدان نے وادی

میں کسب و کار اور فعالیت کا دور دورہ کروا دیا اور ۷۷۴ھ ہجری میں یہاں کوئی چار ماہ قیام فرما کر نواحی علاقوں میں تبلیغ و ارشاد کی خاطر تشریف لے گئے اس کے بعد آپ کے مرید، وادی میں ان کے مشن کو پوری تندھی سے آگے بڑھاتے رہے

لداخ، گلگت، تبت، بلتستان اور نگر میں :

شاہ ھمدان نے ھمدان اور ختلان کے قیام کے دوران ' ایران قدیم ' کے مختلف علاقوں میں تبلیغ فرمائی۔ بلخ، بخارا، بدخشان، اردبیل، مشہد، اسفرائن، ما وراء النہر کے علاقے، کا شغر، پکھلی اور کابل میں آپ نے تبلیغی اور اصلاحی مقاصد کے لئے سفر فرمایا کشمیر سے آپ لداخ، گلگت، تبت، بلتستان اور نگر گئے۔ یاد رہے کہ یہ علاقے سلطان شہاب الدین اور سلطان قطب الدین (۷۷۵-۷۹۶ھ) کے زیر نگیں رہے ھیں۔ سلطان قطب الدین، حضرت شاہ ھمدان کا مرید تھا۔

ان علاقوں میں بدھ مت اور ھندو مت کا دور دورہ تھا اور اس وقت تک وھاں صدائے اسلام بمشکل ھی پہنچی تھی۔ شاہ ھمدان کی مساعی کو خدائے تعالیٰ نے برکت دی اور یہاں اسلام ایک دین غالب کے طور پر پھیلتا گیا۔ بلتستان، شگر اور پھرونچی میں شاہ ھمدان کی قائم کردہ مساجد کے آثار ھنوز باقی ھیں۔ آخر الذکر مقام کی ایک مسجد کے اندرونی حصے میں حضرت شاہ ھمدان نے اپنے ھاتھ سے سورۂ مزمل نقش فرمائی اور آپ کی تحریر کا نقش ابھی تک پڑھا جا سکتا ھے (۱۲) بلتستان کی کئی مساجد اب تک " مساجد حضرت امیر" کے نام سے معروف ھیں۔ یہاں کے بعض باشندے دسویں صدی ھجری کے اوائل سے " نور بخشی " عقائد کے پیرو بن گئے جو تسنن و تشیع کا آمیزہ ھے، مگر اس سلسلے کے بانی میر سید محمد نور بخش (م ۸۶۹ ھ) شاہ ھمدان کے مرید شیخ اسحاق ختلانی (م ۸۲۶ ھ) سے بیعت تھے، اسی لئے شاہ ھمدان نور بخش سلسلہ انتساب

کی ایک کڑی اور اس گروہ کے نزدیک بھی محترم و مکرم ہیں۔ بلتستان ، لداخ ، گلگت اور نگر میں شاہ ہمدان کا قیام کوئی پانچ برس کا ہے۔بلتستان میں قیام کے دوران آپ نے اپنا مشہور مجموعۂ اوراد ، '' اوراد فتحیہ '' مرتب فرمایا اور واردات (فارسی) اور ' المؤدة (۱۳) فی القربیٰ ' (عربی) نامی رسالے لکھے ہیں۔ بہر طور ، شاہ ہمدان برصغیر کے مبلغین عظام صوفیہ میں سے ہیں اور بلتستان اور گلگت جیسے دورافتادہ علاقوں کے وہ اولین ، مبلغ اسلام مانے جاتے ہیں۔

وادی جموں وکشمیر میں خدمات و اثرات :

شاہ ہمدان ، دوسری بار ۷۸۱ ہجری کے اوائل میں وارد کشمیر ہوئے اور ۷۸۳ ہجری کے وسط تک یہیں رہے۔ اس دوران آپ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر توجہ دی اور باشندگان وادی کے تہذیب اخلاق میں مصروف رہے۔ سلطان قطب الدین ، اس کی والدہ اور اعیان و اکابر آپ کی مجلس درس و ارشاد میں باقاعدہ شامل ہوتے ، اور اس امر سے آپ کے حلقۂ درس کی وسعت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ شاہ ہمدان نے وادی میں شراب کشید کرنے ' رسم ستی ، ناچ گانے اور سماع بالمزامیر کی مخالفت کروا دی تھی۔ آپ صوفیانہ سماع کے مشروط طور پر قایل تھے۔ ان کی بیان کردہ شرائط وہی ہیں جو ان کے مقدم صوفیہ نے لکھی ہیں۔ شاہ ہمدان کے زیر ہدایت ، سلطان قطب الدین ، اپنے برادر بزرگ شہاب الدین کی مانند ، عوام کی فلاح و بہبود کی خاطر کوشاں رہتا اور لوگوں کی شکایات کے ازالے کی خاطر بڑی مستعدی سے کام کرتا تھا۔ خانقاہوں ، مساجد ، کتب خانوں ، قرأت خانوں ، مسافر خانوں اور دیگر عوامی عمارات کی تعمیر کے اعتبار سے شاہ ہمدان کے معاصر سلاطین کا عہد بے حدممتاز ہے۔

حضرت شاہ ہمدان رہ ، شریعت کو طریقت پر مقدم جانتے تھے۔ آپ حسنة الدنیا و الاخرة کے طالب تھے۔کسب و کار سے نان حلال کا اکتساب فرماتے اور ترک دنیا سے لوگوں کو منع کرتے تھے۔ قناعت اور تصفیۂ باطن پر توجہ

رکھنا ، درویشی کا خاصہ ہے اور انہوں نے اپنی کئی کتابوں میں ان دو امور کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی ہے۔ شاہ ہمدان کے صاحبزادے، میر سید محمد ہمدانی رح ، جنہوں نے وادی جموں و کشمیر کے لوگوں کی اصلاح احوال کی خاطر اپنے والد کی کوششوں کو جاری رکھا ، (۱۴) اسی روش کے عامل تھے۔ شیخ نور الدین ولی رشی (۷۷۹ - ۸۴۰ ھ) کو انہوں نے ھی ترک دنیا سے باز رکھا اور معاشرے کی اصلاح کی طرف مائل کیا۔

شاہ ہمدان کو فقہی اختلافات سے علمی دلچسپی تھی ، مگر ان اختلافات کو انہوں نے مسلمانوں کے افتراق و تشتت کا موجب نہ بننے دیا۔ ان کی متعدد کتابوں کا مطالعہ مظہر ہے کہ وہ شافعی مسلک کے پیرو تھے ، اگرچہ لوگوں نے انہیں یوں ھی حنبلیت بلکہ تشیع تک سے منسوب کر دیا ہے۔ حضرت بلبل شاہ سہروردی ، حنفی فقہ کے پیرو تھے اور ان کے ھاتھ پر مسلمان ھونے والے ہزاروں افراد نے اسی فقہ کو قبول کیا تھا ، اس لئے حضرت شاہ ہمدان نے وادی کشمیر اور اس کے نواحی علاقوں میں تبلیغ کے دوران احناف سے کوئی تعرض نہ کیا ، بلکہ اسی مروج فقہ کی حمایت کی۔ اپنی تالیف ”ذخیرۃ الملوک“ (۱۵) میں وہ حنفی اور شافعی مسلک کے پیروؤں کو وحدت عمل اور قریبی رابطے کی تلقین فرماتے ھیں کہ فقہی مسالک ، تفقہ فی الدین کی مساعی کا مظہر ھیں اور ان میں ایسی شدت اختیار کرنا ، جس سے عدم وحدت اور نفاق پیدا ھو، ناروا ہے۔

سادات و غیر سادات کے روابط:

شاہ ہمدان نے سادات اور غیر سادات کے درمیان قرابت دارانہ روابط قائم کرنے کی سعی فرمائی۔ برصغیر کے ماحول میں اس قسم کے روابط قائم کروانا ، ندرت سے خالی نہیں۔ سید حسن بہادر بیہقی نے سلطان فیروز شاہ تغلق کی لڑکی سے ازدواج کیا۔ آپ کے صاحبزادے میر سید محمد ہمدانی نے سلطان اسکندر کے نو مسلمان وزیر سیف الدین بٹ کی دختر سے عقدثانی کیا (ان کی پہلی شادی سید

حسن بہادر کی بیٹی سے ہوئی تھی) ۔ سلطان اسکندر کی والدہ (زوجہٗ قطب الدین) سادات میں سے تھی ، دیگر سادات ہمدانی نے بھی اس قسم کی رشتہ داریاں قائم کی تھیں۔

یہ شاہ ہمدان کی ان خدمات کا اجمالی بیان ہے جو انہوں نے برصغیر میں انجام دیں اور جن کے نقوش اور اثرات ہنوز باقی ہیں اور شیخ محمد یعقوب حرفی رحؒ (م ۱۰۰۳ ھ) کے بقول ، ان کی یہ متنوع خدمات ہی ان کے گونا گوں القاب کا سبب ہیں۔

۷۸۳ ہجری میں شاہ ہمدان ، ترکستان اور ماوراء النہر گئے تھے ۔ تیسری بار آپ ۷۸۵ ہجری میں وادی میں تشریف لائے اور ذی قعدہ ۷۸۶ ھ کے اواخر تک یہیں رہے ۔ کشمیر سے ختلان جاتے ہوئے ۶ ذی الحجہ ۷۸۶ ھ بروز چہار شنبہ آپ نے افغانستان کے سرحدی علاقہ ’’کنٹر‘‘ کے قریب انتقال فرمایا اور ختلان میں دفن ہوئے ۔ آپ کا مزار اچھی حالت میں ہے اور جمہوریہ تاجیکستان کی ایک معروف (۱۶) زیارت گاہ ہے ۔

حواشی

(۱) ملاحظہ ہو : ہم اور ہمارے اسلاف مؤلفہ ڈاکٹر سید عبدالرحمن ہمدانی ' لاہور ۱۹۶۹ء ۔
(۲) خلاصۃ المناقب مؤلفہ جعفر بدخشی (م ۷۹۷ ھ) مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی ۔
(۳) مستورات (منقبۃ الجواہر) مؤلفہ حیدر بدخشی مخطوطہ خانقاہ احمدی ' تہران ۔
(۴) روضات الجنات و جنات الجنان مؤلفہ ابن الکربلائی ' ج ۱ ' صفحہ ۲۴۸ مطبوعہ تہران ۱۹۶۵ ۔
(۵) تاریخ حسن مؤلفہ پیر غلام حسن (م ۱۳۱۶ھ) ج ۲ ص ۶
(۶) خلاصۃ المناقب ' مستورات ' تاریخ اعظمی ۔
(۷) روضات الجنان و جنات الجنان ج ۲ روضہ ہشتم ' تہران ۱۹۷۰ء ۔
(۸) تحائف الابرار از حاج مسکین امرتسری ج ۱ ۔
(۹) ملاحظہ ہو ملفوظات شاہ عبدالعزیز دہلوی رح مطبوعہ دہلی اور ' ہم اور ہمارے اسلاف مذکورہ ۔

(۱۰) مثلاً ذخیرہ الملوک ، مرأۃ التائبین ، عقبات (قدوسیہ) ، بہرام شاہد اور مکتوبات ۔

(۱۱) جاوید نامہ صفحہ ۱۸۰ ، ۱۹۱ ۔

(۱۲) سلیم خان گمی : کشمیر میں اشاعت اسلام ، کشمیر : ادب و ثقافت ۔

(۱۳) شرح آیہ مؤدت میں : قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا مؤدۃ فی القربیٰ (الشوریٰ ؛ ۲۳) ۔

(۱۴) تاریخ حسن ج ۲ ، کشمیر (انگریزی) مؤلفہ ڈاکٹر صوفی مرحوم ج ۱ ۔

(۱۵) مطبوعہ افغانی پریس لاہور باہتمام نیازعلی خاں ۱۳۲۱ ہجری ۔

(۱۶) کشیر ج ۱ صفحہ ۱۱۶ ۔ د ۔

بقیہ — نظرات

جناب صدر کے ایماء پر مرکزی وزیر جناب خورشید حسن میر اور صوبائی وزیر جناب محمد حنیف رامے کو بھی اجلاس میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی ۔ میر صاحب تشریف لائے لیکن جناب رامے بجٹ سیشن میں مصروف ہونے کے باعث شریک نہ ہو سکے ۔